بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

جلد ۲ | یکشنبہ ۱۶ جنوری ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ | نمبر ۱۸

ادبیات

از منشی محمد شفیع علوی صاحب قمر

غزل مشاعرہ بہرائچ ۔ مصرعہ طرح (نالہ وہ بے اثر ہے کہ جس میں اثر نہو)

عاشق وہ ہے کہ چین سے جسکی بسر نہو
ہے شان عاشقی کہ کسی جا پہ گھر نہو
دیوانہ وہ ہے جس کو کچھ اپنی خبر نہ ہو
عالم بُرا کہا کرے اوس پر اثر نہو
نالہ وہ بے اثر ہے کہ جس میں اثر نہو
بے کار ہے وہ درد کہ جس کی خبر نہو
بے کار ہے وہ باغ کہ جس میں شجر نہو
بے سود وہ شجر ہے کہ جس میں ثمر نہو
اودست ناز ہوش سے محفل میں کام لے
تیر نگہ سنبھال ادھر سے ادھر نہو
تیغ ادا نے قمر کیا ہے مجھے شہید
الزام تیرے قتل کا ہاں انکے سر نہو
الفت نے خوب قمر کھلائی ہیں ٹھوکریں
بدنام تیری طرح کوئی دربدر نہ ہو

چند پند

(۱) بہترین دوست وہ ہے جس کی دوستی رسمی نہو۔

(۲) بادشاہ کا رعایا کے باب میں سستی کرنا اسکے ظلم سے بڑھکر ہے

(۳) ہر شخص کو اسطرح نصیحت کرو کہ وہ تمھاری بات مان لے نہ کہ تمھارا دشمن ہو جائے۔

(۴) اپنے سے کم درجہ شخص پر مہربانی کرنا اُسے اپنا غلام بنا لینا ہے۔

(۵) ضروریات کو بڑہانے سے تکلیف اور گھٹانے سے آرام ملتا ہے۔

(۶) کسی آدمی کو تنہائی میں اسکی بُرائیوں سے آگاہ کرنا اور اسے سمجھانا نصیحت کہلاتی ہے۔ لیکن چند آدمیوں کے سامنے کسی کے عیوب ظاہر کرنا بُرائی میں شامل ہے۔

(۷) اپنے ماتحت ملازم ۔ اعزا اور دیگر اشخاص سے اسقدر کام لو کہ وہ خوشی کیساتھ انجام دیسکیں اور اسطرح گفتگو کرو کہ تمھارے مداح رہیں۔

(۸) ہر روز کو عمر کا آخری دن تصور کرو۔ کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں

(۹) نیک کام کرنے میں دیر نکرو۔

(۱۰) محنت سے پیدا کی ہوئی جو کی روٹی بے ایمانی۔ دہوکے اور ظلم کے پلاؤ سے بہتر ہے

(۱۱) شہد کی مکھی محنت کر کے خزانہ جمع کرتی ہے مگر لوگ چھین کر لیجاتے ہیں اسیطرح کنجوس کی دولت پرائے ہاتھ جاتی ہے اور اسکو کچھ فائدہ نہیں ہوتا

(رسالہ زمانہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۴ | کاکوری اخبار | نمبر ۱۸

اخلاق

کسی گذشتہ اشاعت میں ہمارے وطن کے محترم بزرگ منشی محمد شفیع علوی صاحب قمر کا ایک مقالہ موجودہ تہذیب اخلاق پر نذر ناظرین ہو چکا ہے آج ہم بھی مختصراً اسی بحث پر قلم اٹھاتے ہیں اور صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ موجودہ دور الحاد کے فلسفہ کو بالکل غلط معنی دیے گئے ہیں حالانکہ یہ ایک بہت صاف اور واضح مضمون ہے کسی استدلال کی ضرورت ہی نہیں معلوم ہوتی۔ ایک صاحب نے خوب لکھا ہے اسی کو ہم پیرایہ واضح کرتے ہیں اس کلیہ کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ صحبت کا اثر انسان کے اخلاق

وعادات پر بہت کافی پڑتا ہے کیونکہ انسان جب پیدا ہوتا ہو تو اسکی فطرت مثل ایک سادہ کاغذ کی سی ہوتی ہے۔ جیسی دنیا کی صحبتیں اور سوسائٹیاں اپنا اثر کرتی ہیں اور یہی مفہوم جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہو کہ انسان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے" والدین اپنے طریقے پر چلاتے ہیں معلمان اخلاق نے صحبت کو سنگ بنیاد کہا ہے۔ انسان بمنزلہ موم ہے اور صحبت سانچہ ہے موم کو جس سانچے میں ڈالا جائیگا وہی شکل وصورت اختیار کریگا۔

ماہرین طبیعیات نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ عادات وافعال انسان میں فطرتاً نہیں ہوتے بلکہ کسبی ہوتے ہیں۔ اچھی صحبت عمدہ اخلاق وعادات سکھاتی ہو اور بری صحبت میں خراب وذلیل باتیں معلوم ہوتی ہیں حضرت مولانائے روم نے اسی کو فرمایا ہو۔ صحبت صالح ترا صالح کند۔ صحبت طالح ترا طالح کند۔ ہر ذیعقل کو چاہیے کہ علما، عقلا، فضلا، صلحا کی صحبت میں بیٹھے۔ بہترین صحبت عالم باعمل کی ہے جسکا دوسرا نام ولی اور پیر طریقت یا خضر راہ ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تجربہ اور اخلاق دو علیحدہ علیحدہ وصف ہیں ممکن ہو کوئی شخص صاحب تجربہ ہو لیکن با اخلاق نہ ہو۔ اسیطرح خوش اخلاق انسان کا تجربہ کار ہونا ضروری نہیں۔ بہرحال بہترین صحبت علماء اور فضلاء باعمل خوش خو اور خوش خلق انسان کی ہے۔ اخلاق زیور انسانیت ہے۔ انسان چشم وگوش اور ہم دست وپا کا نام نہیں بلکہ انسان کا دوسرا نام خلق ہو صاحب اخلاق کو انسان کامل کہنا زیادہ موزوں ہو۔ بداخلاق کو کوئی حق نہیں کہ انسانوں کی صف میں شامل ہو۔ انشاء اللہ کسی فرصت کے وقت ہم اس پر کافی روشنی ڈالینگے ابتو اسکو اتنا ہی سمجھنا چاہئے

نقوش

ڈسٹرکٹ بورڈ کی بے توجہی کا ماتم

ہماری سمجھ میں آج تک یہ نہ آیا کہ خدایان ڈسٹرکٹ بورڈ کس دل ودماغ کے لوگ ہیں جو کام کرینگے وہ ادھورا۔ ظاہری نمود ونمائش ہوجائے اندرونی حالت کو کون دیکھتا ہے۔ مسلم گرلز اسکول کی عمارت بنی اور پہلی ہی بارش میں جو حالت اسکی ہوئی تھی ہمنے اپنا فرض سمجھا تھا کہ کارکنان بست وگشاد کو اسکی جانب توجہ دلائیں۔ ہم کو یہ معلوم ہوا کہ ہمارے نوٹ پر چیرمین صاحب تعلیمی کمیٹی نے متوجہ ہو کر اپنے محکمہ کے انجینیر کو جنکی نگرانی میں مدرسہ کی عمارت تعمیر ہوئی تھی توجہ بھی دلائی اور ہمکو یقین دلایا گیا تھا کہ بارش کی وجہ سے جو زمین مدرسہ کی خراب ہوگئی ہے کہ جس کے باعث سڑک سے ٹھیلے کا مدرسے کے دروازے تک جانا دشوار ہوتا ہو جلد درست کرادی جائیگی لیکن ہنوز روز اول ہو۔ اب ہندو گرلز اسکول کی عمارت تیار ہوئی تو اطراف میں زمین یونہی ناہموار چھوڑ دیگئی جو نہ صرف دیکھنے والوں کی نظر میں بدنما معلوم ہوتی ہے بلکہ نہایت تکلیف دہ اور مضرت رساں بھی ہے عمارت کی تیاری پر سنگ بنیاد کے رکھنے اور کارکنان کے ناموں کا کندہ کرا کر آویزاں کرنا زیادہ ضروری سمجھا گیا لیکن زمین کی ناہمواری وبدنمائی عمارت کو نقصان پہنچتے دیکھنا اور طالبات کے تکالیف کا خیال ضروری نہ تھا ہم کو سب سے زیادہ شکایت اپنے نمائندوں سے ہو جو برابر کاکوری آتے ہیں لیکن قصبہ کی ضروریات کو معلوم کرنے یا کم سے کم بورڈ کے روپیہ کو جائز طور پر صرف ہونے کی نگرانی کا اپنا فرض سمجھیں۔ یہ فرض سب سے زیادہ بابو ترلوکی سنگھ کا ہی جو جوان بھی ہیں اور قومی وملکی کام کا دعویٰ بھی ہے ایسا بھی نہیں کہ وہ کاکوری نہ آتے ہوں۔ جلد جلد انکا یہاں آنا سنا جاتا ہو مگر وہ دوسری سرگرمیوں کے سلسلہ میں نہ کسی حق نمائندگی کے خیال کو پیش نظر رکھکر۔ بابو ترلوکی سنگھ کو اپنے وہ وعدے یاد کرنا چاہئیے جو اپنے اہل وطن سے الیکشن کے وقت کیے تھے۔

لکھنؤ کا محرم

گزشتہ سے پیوستہ

امام باڑہ آصفی میں اگرچہ وسعت اور عمارت کو دیکھتے ہوئے روشنی کم معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر یہاں ایک لاکھ گلاس بھی لگا دیئے جائیں، تو بھی روشنی ناکافی رہتی ہے لیکن جب کوئی شخص امام باڑہ کے ہال میں داخل ہوتا ہے تو وہ روشنی کے منظر کو بھول جاتا ہے اور شاہی دل و دماغ کی اس رسائی پر غور کرنے لگتا ہے کہ ایسی عالیشان عمارت اور اسقدر زبردست چھت دنیا میں کس طرح تعمیر ہوئی ہوگی کہ جس میں لکڑی اور لوہے کا کوئی وجود نہیں ہے اس ہال کے چند تعزیے اور کچھ شاہی سامان لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں اسکے بعد نجف کی روشنی جو کلیتاً برقی روسے مزین ہوتی ہے فضا میں ایک عجیب لطف کا منظر پیدا کرتی ہے نجف اشرف کے سب سے بالائی حصہ میں ایک مصنوعی چاند چاہ نخشب کیطرح پوری تاباکی سے چمکتا ہے جس سے مسلسل بجلی کے خطوط ملے ہوئے ہیں جنکی رونق اور روشنی سے بالائی حصہ خیالی دنیا میں تبدیل ہو جاتا ہے نجف کے اندر بھی ہزار ہا روشنی کے قمقمے رنگین لگے ہوئے ہیں جس سے ایک عجیب طلسمی منظر پیدا ہو جاتا ہے ان امام باڑوں پر تقریباً ۸ ہزار روپیہ روشنیوں میں خرچ ہو جاتا ہے بارہا ہز ایکسلنسی گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ مع اپنے معزز مہمانوں کے اس غیر معمولی روشنی کو دیکھنے بنفس نفیس تشریف لے جاتے ہیں اور محو حیرت رہ جاتے ہیں پہلی محرم سے شہر میں ہر طرف مجالس شروع ہو جاتی ہیں اور فرنگی محل و ٹکسال میں شب شہادت تک روزانہ بیان ہوتے ہیں لیکن ان مخصوص مجالس کے علاوہ سب سے زیادہ اجتماع شاہی امام باڑوں کی مجالس میں ہوتا ہے جہاں ہزار ہا عزادار سویرے ہی سے پہونچ جاتے ہیں کیونکہ ان مجالس میں کھانا تقسیم ہوتا ہے اور یہاں کہا جاتا ہے کہ بہت سے گھروں میں دس دن چولھا نہیں جلتا اور پورے خاندان کا ذریعہ معاش یہی مجالس ہوتی ہیں حسین آباد کی مجالس کے بعد شاہ نجف میں اجتماع اور بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں منتظمین کی زیر نگرانی روزانہ تبرومن آٹے کی پخت ہوتی ہے اور اس پخت میں روزانہ اجتماع کے لحاظ سے اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے ان مجالس میں اوقاف شاہی کے ٹرسٹیز حکام علما، اور شہر کے عمایدین اور معززین بھی شریک ہوتے ہیں۔

دسویں تاریخ کو ٹھیک ۸ بجے صبح حسین آباد کے امام باڑہ سے شاہی ضریح کا جلوس نکلتا ہے جلوس ایک فرلانگ سے زیادہ طویل ہوتا ہے جس کے ساتھ شہنائی بینڈ۔ ہاتھیوں اور اونٹوں پر چند سیاہ محملیں بھی سوگوارانہ انداز میں گذرتی ہیں پورا جلوس دو گھنٹوں میں چوک سے گذر کر کاظمین جاکر ختم ہوتا ہے بارہ بجے تک تمام تعزیے تالکٹورہ میں جمع ہو جاتے ہیں چھریوں اور تلواروں کا ماتم شروع ہوتا ہے اس کے بعد بیٹھنیوں کے تعزیے چوک سے گذرتے ہیں جس کے ساتھ مرثیہ بانا پٹا اور مختلف ورزشی کھیل بھی ہوتے ہیں حیرت ہوتی ہے کہ ۸ فٹ اونچی جھنڈ لوگ تلواروں کی نوکوں اور دانتوں پر کس طرح اٹھالیتے ہیں آخر میں لال تعزیہ اور کالا تعزیہ ہوتا ہے یہ جلوس بھی تالکٹورہ پر ختم ہو جاتے ہیں عاشورہ کے دن مومنین تعزیے دفن کرنے کے بعد کھاتے ہیں اس سے قبل حسینی بھوک کی یاد میں فاقہ کرتے ہیں اور اس رسم کو فاقہ شکنی کہتے ہیں۔

گیارہ محرم کو ۹ بجے شب کو امامباڑہ آغا باقر میں مجلس شام غریباں ہوتی ہے اور واقعات کربلا بیان کئے جاتے ہیں اس مجلس میں ہزارہا مرد و عورتیں موجود ہوتی ہیں وہاں نہ روشنی ہوتی ہے اور نہ فرش بالکل تاریکی ہوتی ہے اور حزن و ملال کی گھٹائیں چھائی رہتی ہیں بیس صفر کو چہلم ہوتا ہے اور تقریباً اسی قسم کے مراسم ادا ہوتے ہیں اور چھوٹی جماعت کا تعزیہ نکلتا ہے اس تعزیے کے ساتھ بینڈ، پولیس ہاتھی گھوڑے اونٹ پیادہ فوج اور سوزخواں ہوتے ہیں ۸ ربیع الاول کو چوک سے چپ تعزیے کا خاموش جلوس نکالا جاتا ہے جلوس کافی طویل ہوتا ہے تقریباً دس ہزار کا مجمع بالکل سکوت اور خاموشی سے گذر جاتا ہے ہزار ہا تماشائی دو رویہ سڑکوں پر بیتابی سے انتظار کرتے ہوتے ہیں چپ تعزیہ کے نکلنے کے بعد باقاعدہ اور باضابطہ عزاداری کے تمام مراسم ختم کئے جاتے ہیں۔ گو لکھنؤ کے محرم کو نصیر الدین حیدر اور

اور خاتم السلاطین کے دور میں ترقی ہوئی لیکن زبان اور ادب کے لحاظ سے نمایاں خدمتیں کیگئیں اور خدائے سخن انیس کی شاعری نے لکھنؤ کے محرم کو غیر فانی بنا دیا شاہی مذہب میں عزاداری جزو ایمان تھی۔ اس لئے عزاداری کو سیاسی مقبولیت حاصل ہوئی برادران وطن نے حکومت کو خوش کرنے کے لئے مراسم عزاداری کو لازم قرار دیا غدر کے بعد بھی عزاداری اپنے شباب پر قائم رہی اور آج بھی باوجود اقتصادی مشکلات کے لکھنؤ کی عزاداری میں کوئی فرق نہیں آیا ارباب نشاط بھی محرم کا احترام اس حد تک کرتے ہیں کہ گانے بجانے سے پرہیز کیا جاتا ہے بالعموم عاشورہ تک دس روز سبز لباس استعمال ہوتا ہے ایک زمانہ میں چودھرائن کا امام باڑہ ان لوگوں کا مرکز تھا آج بھی چوک میں چاند رات سے دس روز تک طبلہ کی تھاپ اور سارنگی کی آواز نہیں سنائی دیتی اور عود کی خوشبو سے تمام چوک معطر رہتا ہے محرم کو مخصوص ہے مسلمانوں کے لئے لیکن ہزار ہا برادران وطن سبیلیں رکھتے ہیں منتیں مانتے ہیں تعزیے رکھتے ہیں اور ستھ بنکر حسینی پیاس کی یاد میں راہ چلتوں کو شربت پلاتے ہیں ان میں ریجن بھی شامل ہیں اور آج مہترونکا تعزیہ اور لال بیگیوں کے سوز بہت مشہور ہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۵)

اب اسکی قیمت دو سو کیریٹ ہے۔ کوہ نور بھی ہندوستانی ہے۔ یہ اب ملکہ انگلینڈ کی ملکیت ہے جس کو یہ ملکہ وکٹوریہ سے ورثہ میں ملا تھا جب بلا قطع کیا ہوا تھا تب اسکا وزن نو سو کیریٹ تھا لیکن قطع کرنیکی خرابی سے اسکا وزن صرف ایک سو تین کیریٹ رہ گیا بعض اور مشہور ہیرے حسب ذیل ہیں جن کے اوزان بھی درج ذیل ہیں۔

۱-	بیٹ	۱۳۶	کیریٹ
۲-	نلور نتائن	۱۳۳	〃
۳-	جنوبی ستارہ	۱۲۴	〃

بقیہ صفحہ

عصر و مغرب کے درمیان مسجد اندرون احاطہ مزار ہوا اور پنج آیت و فاتحہ خوانی کے بعد حاضرین کو تبرک میں پوریاں تقسیم کی گئیں۔

متفرقات

(۱) معلوم ہوا ہے کہ منشی قمر الحسن خلف خانصاحب منشی شفیق الحسن مرحوم جن کا انتخاب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی جگہ کے لئے ہوا تھا۔ مراد آباد ٹریننگ حاصل کرنے کیلئے گئے ہیں۔ خداوند کریم عزیز مذکور کو وہاں سے نمایاں طور پر کامیاب واپس لائے اور تقرری کے بعد مثل اپنے والد کے نام آوری حاصل کریں۔

(۲) پرسن کر بیحد افسوس ہوا کہ مولوی حبیب اللہ علی صاحب چیف جج چیف کورٹ لکھنؤ جن کی مدت ملازمت میں سال گذشتہ ایک سال کی توسیع ہوئی تھی بتاریخ ۲۶ رجنوری ۱۹۳۸ء اپنی خدمت سے ریٹائر ہو رہے ہیں جدید احکامات سرکاری کے ماتحت آپکو مزید توسیع نہیں دی گئی فی الحال آپکا قیام لکھنؤ ہی میں رہیگا مستقل سکونت کے متعلق بعد کو طے کرنیکی اطلاع ملی ہے

انتقال

منشی سعید الدین ڈاکٹر عزیز حسن خلف ڈپٹی امیر حسن صاحب مرحوم کے بھوپھیرے خسر تھے اور جن کو عرصہ سے قلبی شکایات تھیں ۵ رجنوری کو بمقام لکھنؤ انتقال کیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

۸ رجنوری ۱۹۳۸ء کو ڈپٹی امیر حسن صاحب مرحوم کی منجھلی ہمشیرہ نے جنکے جگر میں کینسر ہو گیا تھا بوقت شب لکھنؤ میں انتقال کر گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

ایک خاندان میں پے در پے حادثات بہت ہی درد انگیز ہیں۔ ہمکو دونوں حادثوں سے مرحومین کے اعزہ خصوصًا ڈاکٹر عزیز حسن ان کے بھائی اور اہلیہ و بھاوج سے دلی ہمدردی ہے اور ہم بارگاہ رب العزت میں مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان اعزہ کو صبر جمیل عطا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

ریڈیم اور ہیرے کے متعلق معلومات

(۱) ریڈیم

(از مولوی رضا الدین احمد بی۔ اے۔ بی۔ ٹی علیگ)

پروفیسر پائر کیوری اور انکی بیوی میڈم کیوری نے ایک عجیب و غریب دھات دریافت کی ہے جس کا نام ریڈیم ہے۔ پروفیسر کیوری فرانس کا باشندہ تھا۔ وہ ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۵ء میں انتقال کر گیا۔ اسکی بیوہ جو ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئی تھی پولینڈ کی رہنے والی ہے۔ دونوں میاں بیوی نے بہت تحقیقات سے سائنس کی دنیا میں انکشافات کئے ہیں جس سے سائنس کے پرانے نظریے بدل گئے ہیں۔

ریڈیم میں دنیا کی سب دھاتوں سے زیادہ گرمی اور چمک ہے۔ یہ ہائڈروجن سے دو سو اڑتیس درجے زائد وزن رکھتی ہے۔ سر آلیور لاج کی رائے ہیں ریڈیم کے ایک لاکھ الکٹران ایک ایٹم کے ڈایمیٹر میں سما جاتے ہیں۔ ریڈیم سورج کے اندر بھی موجود معلوم ہوتا ہے۔ بعض سائنس جاننے والوں کا خیال ہے کہ مادی دنیا کا عقدہ ریڈیم ہی سے حل ہوگا۔ اگست ۱۹۱۱ء میں لارڈ آئیوباگ اور سر ارنسٹ کیسل نے ریڈیم انسٹیٹیوٹ کھولا اور اسکے لئے سامان مہیا کیا۔ اس میں بعض امراض کا علاج کیا جاتا ہے اور جو اثرات جسم انسانی پر ریڈیم کر سکتا ہے اس کے بارے میں تحقیقات ہوتی ہے۔

جس طرح کولمبس نے امریکہ کو دریافت کرکے جغرافیہ کے علم میں ایک نیا باب بڑھایا اسی طرح کیوری نے ریڈیم کو دریافت کرکے کیمیا کے علم میں ایک جدید دروازہ کھولا۔ امید ہے کہ ماہرین کیمیا ریڈیم کے بارے میں اور تحقیقات کریں گے۔ ریڈیم کے بارے میں اور معلومات ناظرین کاکوری اخبار کیلئے آئندہ فراہم کئے جائیں گے۔

(۲) ہیرا

ہیرا جواہرات میں سب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ اس میں خالص کاربن ہوتا ہے قطع و برید کا فن معلوم ہونے سے پہلے ہیرے کو زمرد اور یاقوت سے کم قیمت سمجھا جاتا تھا۔ اگلے زمانہ میں ہندوستان میں خاص طور پر ہیرا پایا جاتا تھا۔ آجکل جنوبی افریقہ میں سب سے زیادہ ہیرے پائے جاتے ہیں۔ برزیل اور آسٹریلیا میں ہیرے کی بہت سی کانیں ہیں۔ ہیرا بہت سخت ہوتا ہے اور اس میں بہت چمک پائی جاتی ہے۔ "کلی نان" نامی ہیرا سب سے بڑا پایا گیا ہے۔ جنوبی افریقہ میں پرٹوریا کے قریب ہیرے کی خاص کان میں جنوری ۱۹۰۵ء میں اسے پایا گیا تھا اور ۱۹۰۷ء میں ملک معظم کی خدمت میں اسوقت پیش کیا گیا تھا جب ٹرانسوال کو خود مختارانہ حکومت کے اختیار ملے۔ اس کا وزن تین ہزار تیس کیریٹ ہے۔ اسکی قیمت پندرہ ملین ہے۔ دنیا میں جو سب سے بڑے ہیرے ہیں انکا تگنا یہ ہے سب سے بڑے ہیروں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ہیرے کا نام	جائے دریافت	وزن (کیریٹ میں)
(۱) اکسلسیر	جنوبی افریقہ	۹۷۱ (بلا قطع)
		۲۸۰ (بعد قطع)
(۲) مغل اعظم	ہندوستان	۳۱۰ (بلا قطع)
		۱۳۰ ۳/۴ (بعد قطع)
(۳) آرلاف		۹۰۰ (بلا قطع)
(۴) کوہ نور		۱۰۳ (بعد قطع)

اکسلسیر کو کپتان جارگینس نے دریافت کیا تھا۔ اصلی حالت میں اسکی قیمت دس لاکھ پونڈ تھی۔ ایسے جواہرات کے خریدار کم ہوتے ہیں اسلئے ۱۹۰۴ء میں اس کے نو ٹکڑے کروا لئے گئے۔ مغل اعظم دوسرا مشہور ہیرا ہے جو غائب ہو گیا۔ اس کا وزن دو سو اسی (۲۸۰) کیریٹ تھا جو قطع و برید کے بعد تھا اور شکل و شباہت میں وہ مرغی کے انڈے کے نصف کے برابر تھا۔ اسکی تاریخ بہت دلفریب ہے۔ سب سے پہلے ۱۶۶۵ء میں ایک فرنچ جوہری نے اسکو اورنگزیب کے دربار میں دیکھا تھا۔ ۱۷۳۹ء میں دہلی کے محاصرہ کے وقت میں یہ چوری گیا اور ٹوٹ گیا۔ کلی نان کی قطع و برید تک آرلاف سب سے بڑا ہیرا تھا جو زار کے عصا میں آویزاں ہے۔ یہ ایک ہندوستانی بت کی آنکھ سے چرا کر نکالا گیا تھا اور روس کی ملکہ کیتھرائن کے ہاتھ فروخت کیا گیا تھا۔ (بقیہ مضمون صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو)

"تصویر خدا"

ازمولوی مصلح الدین احمد صاحب تبر

کہا جاتا ہے کہ، خدا کی شکل پر آدم بنا ہے - یہ قابل قبول ہو سکتا ہے مگر محض روحانی حیثیت سے، یہ جسم انسانی گناہوں کا مخزن تو کبھی تصویر خدا نہیں ہو سکتا، اس میں شک نہیں کہ طبعی حیثیت سے یہ جسم ایک خوبصورت چیز ہے خصوصًا صنف لطیف کے اندام نازک، ہر چند بعض عورتوں کی بیرونی ساخت اگرچہ بالکل دائرہ تو نہیں ہوتی تاہم زاویہ منفرجہ، مستطیل مثلث، پرکار وغیرہ کی شکل میں ایک مٹی کا ڈھونڈا تو ضرور رہوتی ہے۔ اور یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ ایک زہرہ جبیں سے لیکر دیہاتی مدرسہ کی استانی تک میں بھی کچھ نہ کچھ خصوصیات طبعی ضرور پائی جاتی ہیں۔ یعنی بعض تعجب خیز پیچ وخم، کچھ پستیاں، کچھ بلندیاں، کچھ نزاکت وغیرہ جو نوجوانوں کے دلوں کو موہ لیتی ہیں۔

خواتین کی ان خوبصورتیوں کی سرحدوں میں عمومًا وہ تاجر اور کاروباری نوجوان لالچ کے ہاتھوں پھنستے ہیں جوان ذرائع سے اپنے کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ایک نازنین مہ جبیں کو اس کام کے لئے رکھتے ہیں اور سنگ مرمر کے غسل کے ٹب میں بٹھاتے ہیں تاکہ لوگوں کی نظریں پڑیں کہ کس قدر حسین ٹب انھوں نے بنوایا ہے۔ وہ ایک دوسری ماہ پارہ کو اسلئے ملازم رکھتے ہیں کہ وہ غسل کا لباس در بر کئے ہوئے مسکراتی ہوئی تمھارے روبرو آئے اور تم اس لباس کو پسند کرو اور اسطرح اس لباس کا خریدار بنا کر وہ تم کو لوٹ لیں، وہ کسی تیسری پری تمثال کو مرہم وغیرہ کے اشتہار کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس سے تم خواہ مخواہ اس کیطرف متوجہ ہوتے ہو اور اگر ضرورت بھی نہیں ہے تو بھی حفظ ماتقدم کے طور پر اس مرہم کو خرید لیتے ہو وغیرہ وغیرہ

یہ کیا ہے محض حضرت انسان اشرف المخلوقات کے نفس ناطقہ کی جدت طرازی ورنہ دراصل اس ماہ پارہ زہرہ جبیں، اور پری تمثال مخلوق کی آفرینش سے قدرت کا ہرگز یہ منشا نہ تھا۔

اور پھر یہ طرفہ تماشا ہے کہ ہمیں لوگ (جن میں کہ نوجوان اور دوشیزہ دونوں شامل ہیں) اپنے جسم سے اسقدر بے تعلق رہتے ہیں کہ ہم کو اسکا علم ہی نہیں ہے کہ جگر کس کو کہتے ہیں اور پیر کیسا ہوتا ہے۔

کل مجھ سے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جنکا نام 'مناسوامی' ہے وہ ایک سشن جج ہیں اور کرسی عدالت پر متمکن ہو کر بڑے بڑے فیصلے قلمبند کرکے مثلیں کی مثلیں رنگین کر ڈالتے ہیں، میں نے انکو غمگین دیکھکر سوال کیا "اے مرد خدا! اسقدر اداسی کا ہیکو؟"

جواب دیتے ہیں "بیوی کیوجہ سے، وہ دن بدن دبلی ہوتی چلی جاتی ہے۔"

"ارے دبلی، میرے خیال میں تو اسکا جگر خراب ہوگا۔"

'مناسوامی' نے بے صبری سے جواب دیا "نہیں، نہیں، اسکے پاؤں بالکل ٹھیک ہیں۔"

اب فرمائیے کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ جب ایک ضلع کے جج صاحب بہادر کو اپنی بیوی کے پیر و جگر میں امتیاز نہیں تو کوئی حق ہے انکو بیوی رکھنے کا؟

جب شوہر ہی بیویوں کے حال سے اسقدر نابلد ہیں تو کیا حال ہوگا ان غریب کنواروں کا جو کہ بیوی ہی نہیں رکھتے؟"

اس مضمون کا منشا دراصل اس نادانفیت کی بلا کو دور کرنا ہے غالبًا آپ لوگوں میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جو یہاں پر صنف لطیف کے ذکر کو زیر بحث لانے پر کان کھجلی کر رہے ہونگے مگر اس چودھویں صدی میں ان دقیانوسی باتوں کی ضرورت نہیں میرے عم بزرگوار نے مجھے لڑکیوں کے مدرسہ میں اس خیال سے داخل کرایا تھا کہ میں اپنے معلومات میں اضافہ کروں، اسی لئے مجھے صنف لطیف کی جسمانی نشوونما کے متعلق بہت عمدہ تجربات ہیں، اسکے علاوہ میرا ایک عزیز دوست لڑکے سے لڑکی بن گیا تھا اور میں اسی کے کمرہ میں رہتا تھا اسلئے مجھے اسکی پوری حقیقت معلوم ہے

اب ہم کو اوپر کے زینہ سے چلکر نیچے تک اترنا چاہیے۔ سب سے پہلے تو جسم انسانی میں چہرہ ہوتا ہے خواہ اسکی پشت پر دماغ ہو یا نہو۔

(باقی آئندہ)

وطن کی خبریں

خوش ہوں اعزہ، احباب اور سب اہلِ وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے بیان کی قابلِ اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ ادیٹر

موسم:- ابھی سردی کافی پڑ رہی ہے ادھر کچھ بارش بھی ہوئی اور اکثر ابر آسمان پر محیط رہتا ہے۔ اس ماہ میں بھی آخر جنوری تک سردی کے پورے زور پر رہنے کی توقع ہے۔ اللہ تعالےٰ برف و پالے سے انسانوں اور فصل ربیع کو محفوظ رکھے۔ بارش اور خنک ہوا نے کئی دن سے سردی کو چمکا دیا ہے۔

آب و ہوا- کوئی خاص شکایت نہیں سنی گئی۔ بچوں کے چیچک نکلنے کی بھی اطلاعات اس طرف نہیں ملیں۔

عازمان حج (۱) الحاج مولانا عبدالشکور صاحب (شیخ سعدی محلہ) اپنے دو صاحبزادوں مولوی عبدالعزیز و مولوی عبدالغنی اور بھائی مولانا عبدالرحیم صاحبان کے ہمراہ ۲۵ دسمبر ۳۲ء کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر بھوپال میں ٹھہرتے ہوئے بمبئی میں دو ہفتہ قیام کر کے ۱۰ جنوری ۳۳ء کو روانہ ہونے والے جہاز "اسلامی" سے حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ طیبہ کو روانہ ہوں گے۔

(۲) معلوم ہوا ہے کہ خانصاحب حاجی انعام علی عباسی، انجینیر ڈسٹرکٹ بورڈ سہارنپور ضلع ۱۰ جنوری ۳۳ء کو آگرہ سے روانہ ہو کر کراچی سے ۲۲ یا ۲۳ جنوری کو روانہ ہونے والے جہاز المدینہ یا دوسرے کسی جہاز سے عازم حج و زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ انعام علی صاحب کے ہمراہ بیوہ قاضی اختر اعلیٰ میاں عباسی مرحوم (قاضی گڑھی) بھی مع مسماۃ محبوبن بیوہ کلو مرحوم (ملازم قدیم قاضی صاحب مرحوم) بھی حج و زیارت کے لئے جا رہی ہیں ۱۲ جنوری کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر ۱۷ کو آگرہ ہوتی ہوئی ۲۰ کو کراچی روانہ ہونگی۔

ہم اپنے وطن کے دونوں قافلوں کو حج و زیارت سے بخیر و خوبی فراغت کے بعد بعافیت واپسی وطن کے لئے دست بدعا ہیں۔

خوشخبری (۱) یہ سنکر بڑی خوشی ہوئی کہ منشی سید حسن صاحب تحصیلدار خورشی افتخار الشعرا منشی عبدالوحید علوی صاحب نیرنگ کو خطاب "خانصاحب" سے سرفراز کیا گیا ہے۔ ہم افتخار الشعرا صاحب و منشی سید حسن صاحب کو اس اعزاز پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۲) چودھری محمد اسمٰعیل پنشنر سب انسپکٹر (چودھری محلہ) کے صاحبزادے جنکا سال گذشتہ پولیس ٹریننگ کے لئے انتخاب ہوا تھا۔ ایک سال ٹریننگ کے تمام مراحل طے کر کے امتحانات میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہو کر آخر دسمبر ۳۲ء کو مرادآباد ٹریننگ اسکول سے واپس آ گئے ہیں انشاء اللہ فروری ۳۳ء میں سب انسپکٹری پولیس کے عہدہ پر تقرری عمل میں آنے کی اُمید کیجاتی ہے

(۳) منشی شمس الحسن خلف خانصاحب منشی شفیق الحسن مرحوم آئی۔ سی ایس کے امتحان مقابلہ میں شرکت کے لئے دہلی گئے تھے۔ ہم بارگاہ رب العزت میں عزیز مذکور کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔

(۴) حیدرآباد (دکن) سے اطلاع ملی ہے کہ شیخ محمد امتیاز علی صاحب سپرنٹنڈنٹ (منتظم) محکمہ ہسٹاریکل ریکارڈس آفس، کو ۲ جنوری ۳۳ء لغایتہ ۱۰ فروری ۳۳ء تقریباً ڈیڑھ ماہ کے لئے ڈپٹی اسسٹنٹ ڈائرکٹر (نائب مددگار ناظم) کی خدمت پر منصرمانہ ترقی یاب کیا گیا ہے ہم شیخ صاحب کو اس عارضی ترقی پر مبارکباد دیتے ہوئے جلد مستقل ہونیکی دعا کرتے ہیں

(۵) یہ سنکر خوشی ہوئی کہ سید شہاب الدین کرمانی، بی۔ اے، ایل۔ ایل بی اسسٹنٹ رجسٹرار چیفکورٹ لکھنؤ کی تنخواہ میں ۲۵ کی ترقی ہوئی ہے یعنی اب آپکو ماہوار ۱۷۵ کے بجائے دوسو روپیہ ماہانہ ملیں گے۔ ہم شہاب الدین صاحب کو اضافہ تنخواہ کی دلی مبارکباد دیتے ہیں اور آئندہ مزید ترقی کی دعا کرتے ہیں۔

مسلم لیگ کا ہفتہ اور یوم محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت یو۔ پی سنٹرل آرگنائزنگ کمیٹی ۴ جنوری ۳۳ء کو دفتر مسلم لیگ میں۔ واقع مولوی محلہ (لال اینٹی) اللہ اکبر کے نعروں میں سبز جھنڈہ جسپر ہلال و ستارہ اور الفاظ "نصر من اللہ و فتح قریب" چھپے ہوئے تھے نصب کیا گیا اور قومی نظم پڑھے جانیکے بعد زیرِ صدارت صدر منتخب الحاج مولوی امیر احمد علوی صاحب بی۔ اے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مقررین نے شہید قوم مولانا محمد علی مرحوم کے حالات زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی حاضرین کو تلقین کی۔ اور اس ہفتہ میں مسلم لیگ کے مقاصد پروگرام کو عوام

کے ذہن نشین کرانے وہر عاقل بالغ مسلمان کو لیگ کا ممبر بنانے اور جلسہ جلوس وانفرادی حیثیت سے لیگ کا پروپیگنڈہ کرنے کی حاضرین سے درخواست کی گئی۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ تمام سرگرمیوں سے کسی مخالفت ومخاصمت کا مظاہرہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ سب کام مسلمانوں کی مستحکم قومی تعمیر اور تنظیم کے لئے کیا جائے۔

۔۔ ولقایتہ۔ ۱۰ جنوری ۴۶ء جلسہ کی حسب ہدایت پوری سرگرمی سے عمل کیا گیا اور کافی تعداد میں لیگ کے ممبر ورضاکار بنائے گئے اور ۹ جنوری کو مجلس انتظامیہ نے ۱۰ تاریخ کو جھنڈا اٹھانا طے کیا لہذا حسب قرارداد ۱۰ جنوری کو بعد نماز ظہر دفتر لیگ میں بڑا مجمع ہو گیا اولاً اقبال کا ترانہ پڑھا گیا۔ ترانہ کے بعد جلوس گشت کے لئے روانہ ہوا۔ بڑے جوش وخروش ونعرہ تکبیر کی گونجوں میں پورے قصبہ کا گشت کیا گیا۔ ممبران مجلس انتظامی تمام گشت میں جھنڈے کے ساتھ رہے۔ مجمع برابر بڑھتا گیا اور بہت زیادہ اجتماع جھنڈے کے ساتھ ہو گیا تھا۔ قریب مغرب جھنڈا معہ مجمع کے دفتر میں واپس آیا اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ عمارت دفتر کی بالائی منزل پر نصب کیا گیا۔ لیگ کے رضاکار چودھری محمد نبی کے زیر کمان جلوس کے ساتھ تھے اور قومی اشعار جن کے ہر ہر لفظ سے جوش کا اظہار ہوتا تھا پڑھ رہے تھے۔ جھنڈا اٹھانے کا اثر قصبہ میں بہت اچھا ہوا اور بکثرت لوگ مسلم لیگ کے ممبر بنے اور برابر لیگ کے جھنڈے کے نیچے آرہے ہیں۔ خاص بات یہ ہوئی کہ اکثر وہ مسلمانان قصبہ جو قبل ازیں غلط فہمی کی بنا پر کانگریس میں شریک ہو گئے تھے مسلم لیگ میں آنے کے لئے آمادہ وطیار ہیں۔ جن کے داخلہ کے لئے مجلس انتظامی نے سکریٹری کو ہدایت کی ہے کہ جلد از جلد سنٹرل آرگنائزنگ کمیٹی سے ہدایات حاصل کر کے لیگ کا ممبر بنانے کا انتظام کریں۔ مجموعی حیثیت سے قصبہ کی فضا وحالات کو دیکھتے ہوئے یہ ہفتہ بہت کامیاب گذرا۔

صحت وسکون

مولوی احمد حسن علوی بی۔ اے کی کیفیات بدستور ہیں ریڈیم کے طریقہ علاج سے پہلے کورس میں جسقدر فائدہ محسوس ہوا تھا اتنا دوسرے کورس سے نہیں معلوم ہوتا ہے ہم احمد حسن صاحب کی جلد بحالی صحت کی دعا کرتے ہیں۔

علالتیں

(۱) اہلیہ میر احسان علی صاحب اولی گنج جن کے متعلق ڈاکٹر ملیح آبادی نے اسٹنے کا مقدمہ تجویز کیا تھا ڈاکٹری علاج سے فائدہ نہیں ہوا اب یونانی علاج شروع کیا گیا ہے جس سے کچھ فرق محسوس ہوا ہے۔ اللہ تعالے صحت عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے

(۲) والدہ نظم الدین حیدر صاحب کو شدید پیچش ہو گئی تھی جس کی وجہ سے کئی دن سخت تکلیف رہی۔ حکیم شبیر الحسن علوی صاحب سے رجوع کیا گیا۔ ان کے علاج سے فائدہ معلوم ہوتا ہے ضعف بہت شدید ہو گیا ہے خداوند کریم جلد صحیح وتندرست فرمائے۔

سالانہ اعراس

(۱) حضرت مولانا حمید الدین رحمۃ اللہ کا عرس حسب معمول کیم ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۴۶ء عصر ومغرب کے درمیان مسجد واقع بارہ دری (مولوی محلہ) میں زیر اہتمام مولوی احتشام الدین علوی (نمبردار موضع دگھیا) ہوا اور قرآن کی بہت سی آیتوں کے پڑھے جانے اور فاتحہ خوانی کے بعد حاضرین کو بوندیاں تقسیم ہوئیں۔

(۲) حضرت منصب علی شاہؒ (چودھری محلہ) کا عرس حسب دستور قدیم شاہ صاحب ممدوح الشان کے صاحبزادہ محسن علی شاہ صاحب نے ۲ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۴۶ء کو کیا چہارشنبہ وپنجشنبہ کی درمیانی شب میں شاہ صاحب کے مزار پر چراغاں کیا گیا اور قوالی ہوئی دوسرے دن صبح کو محسن علی شاہ صاحب کی طرف سے دعوت ہوئی جس میں قصبہ کی اکثر متقدر ہستیاں شریک تھیں اور عوام کو بھی کھانا کھلایا گیا۔ بعد نماز ظہر پہلے محفل قوالی ہوئی اسکے بعد قل ہوا۔ جس میں کلام پاک کی آیتوں کی تلاوت اور فاتحہ خوانی کے بعد حاضرین کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

محسن علی شاہ صاحب نے اپنے جناب والدؒ کے عرس کے سلسلہ میں حضرات ملکرا شاہؒ ومیرن میاںؒ (یہ دونوں بزرگ منصب علی شاہؒ کے ہم عصر کہے جاتے ہیں اور جن کے مزارات بھی چودھری محلہ میں واقع ہیں) کے عرس بھی کرتے ہیں اسبار بھی کئے گئے۔

(۳) حضرت نظام الدین قاری عرف شیخ بھیکؒ کا عرس ۸ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء (بقیہ مضمون صفحہ پر ملاحظہ ہو)

دی یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (دوالی) سے سید محمد شبیر الدین نے شائع کیا